INSTITUTE OF ISLAMIC STUDIES

فکرِ شباب

سیّد ریاض حسین شاہ

فکرِ شباب

سیّد ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ
خیابان سیّد سیکٹر III راولپنڈی

اللہ کی ہر نعمت پر شکر واجب ہے۔ شباب اور جوانی بھی خدا کی نعمت ہے۔ اس لیے اس پر بھی شکر واجب ہے۔ کتنے بخت آور ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جنھیں اللہ جل جلالہٗ اپنے اس عطیے سے نوازتا ہے اور طاقت، قوّت، حُسن جمال ایسی عطاؤں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

جوانو! غور کرو وہ اللہ کی ذات جس کے قبضۂ قدرت میں ارض و سماء ہے —— فلک و ثریٰ ہے —— گھنگھور گھٹائیں ہیں —— خوش منظر فضائیں ہیں —— حرکت وثبات ہے —— جماد و نبات ہے —— یمین و یسار ہیں —— دریا و اجار ہیں۔

روشن دن اور گہری راتیں، سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے، یہ موت و حیات کے سلسلے اسی نے شروع کئے۔ یہ گورے اور کالے انسان اسی نے پیدا کئے۔ ان وحوش وطیوّر کو جان اسی نے بخشی یہ بوڑھے اور ناتواں لوگ اسی کے حُکم سے کرخمیدہ ہُوئے، یہ وہی ہے، جو چاہتا ہے سو کرتا ہے، چاہے تو امیروں کو غریب اور غریبوں کو امیر کر دے۔ چاہے تو شاہوں کو گدا اور گداؤں کو شاہ بنا دے۔ چاہے تو معصوم بچّوں سے ظلّ پدری چھین کر انہیں یتیم بنا دے اور چاہے تو خوش عیش عورتوں کے سہاگ چھین کر —— انہیں بیوہ کر دے اسی پر کسی کا زور نہیں، وُہ خدا ہے، ہم بندے۔ وہ جابر ہے، ہم مجبُور —— وہ خالق ہے، ہم مخلُوق —— وہ

مُراو ہے ہم مرید ــــ وہ قادر ہے، ہم مقدور ــــ وہ مالک ہے، ہم مملوک ــــ مرضی اُسکی چلتی ہے، بندہ چاہے بھی تو کیا چاہے، قدریں ساری تو اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝

مانا کہ آج تم جوان ہو ــــ آج تم طاقت میں ہو ــــ آج تم اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتے ــــ آج تمہاری نظر شوخ شوخ ہے ــــ آج تمہارے ارادے شرر شرر ہیں ــــ آج حسن تمہارے گرد اگرد گھومتا ہے ــــ آج ادائیں تمہارا طواف کرتی ہیں۔

تسلیم کیا! ــــ دولت بھی تمہارے پاس ہے ــــ ثروت بھی تمہارے پاس ہے۔ دوڑتی گاڑیاں اور فلک بوس عمارتیں بھی تمہارے پاس ہیں۔ دوستوں کی کثرت اور رشتوں کی فراوانی، سب کچھ تم رکھتے ہو۔ چلو یہ بھی مان لیا کہ تم چاہو تو ستارے جڑ جائیں اور پہاڑ اُڑ جائیں اس لیے کہ دنیا تمہاری ہے اور اس سے بھی انکار نہیں کہ: ــــ

بچپنے کی لاشعوری ــــ بڑھاپے کی ناتوانی ــــ غربت کی پریشانیاں ــــ مسکنت کی قیامت سامانیاں ــــ تہی دست ہونے کے درد اور محتاج ہونے کے اضطراب تم نے کچھ بھی نہیں دیکھے۔

چلو یہ بھی سہی کہ: ــــ

ماں تمہیں ہی اپنا قبلہ سمجھتی رہی ــــ باپ تمہیں ہی اپنا مقصود تصور کرتا رہا ــــ اُستاد اپنا دستِ شفقت تمہارے ہی سر پہ رکھتا رہا۔

ماحول تم پر ہی فدا ہوتا رہا ــــ معاشرہ تمہاری رائے ہی کو قوی سمجھتا رہا۔ فیصلہ وقضاء کی طنابیں تمہارے ہی ہاتھ میں رہیں۔

بلکہ ایسے بھی کہہ لو کہ: ــــ

خوبیوں کا مرجع ــــــ محاسن کا مصدر ــــــ حقوق کا محور ــــــ
دادو تحسین کا مرکز ــــــ سب کچھ تم ہو۔

لیکن کبھی سوچا اور غور کیا کہ: ــــــــــــــــ

قطرہ آب سے کون پیدا ہُوا؟ ــــــــ شکمِ مادر میں بے کسی کی زندگی کس نے بسر کی؟ ــــــ بچپنے میں قدم قدم پر ناتوانیوں کے ہجوم نے کسے گھیرا؟ ماں کی مامتا کے لیے کون ترسا؟ باپ کی شفقت کے لیے کون تڑپا؟ ــــــ سردیوں کی شدت نے کس کو رلایا؟ گرمیوں کی حدت نے کس کو تنگ کیا؟ ــــــــــــــــ

نجاست کے لتھڑے کپڑوں میں راتیں کس کی گزریں؟ ــــــ غلاظتوں کے ڈھیر میں کون آلودہ ہُوا۔؟ معصوم ہاتھوں کو دوسروں کے ٹکڑوں کی طرف کس نے پھیلایا؟ ــــــــ کج مج زبان سے مہمل باتیں کس نے کیں؟

اور پھر یہ بھی کہ ــــــــــــ

شباب ہمیشہ رہے گا؟ ــــــ طاقت پیہم ساتھ دے گی؟
بڑھاپا نہیں آئے گا؟ ــــــ عمر کے سایے نہیں ڈھلیں گے؟
موت کی ہچکیاں نہیں لگیں گی؟ ــــــــ خدا کی کچہری میں پیشی نہیں ہوگی؟

جوانو! چاند بھی ایک صُورت میں نہیں رہتا۔ کبھی ہلال، کبھی قمر، کبھی بدر ہوتا ہے۔ تمہیں بھی اس دُنیا میں سدا نہیں رہنا۔ یہاں جو آیا ہے جانے کے لیے اور جو پیدا ہُوا ہے وہ مرنے کے لیے بقا تو صرف اللہ ہی کی ذات کے لیے ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ج فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (الرحمٰن: ۲۶، ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: "جو بھی ہے سو اُسے فنا ہے، باقی تو صرف تیرے رب کی ذات ہے، بزرگی اور عظمت والا۔ پس اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے۔"

آج ہمارے نوجوانوں کی حالت پتلی ہے ـــــــ ان کی سوچ سرسری ہے ان کے اخلاق کھوکھلے ہو چکے ہیں ـــــــ ان کی پیشانیاں سجدوں کے نور سے محروم ہیں ـــــــ ان کی آنکھیں آبِ عصمت سے خالی ہیں ـــــــ ان کے دل دردِ محبت اور غمِ ملت سے ناآشنا ہیں ـــــــ ان کی مجلسیں شہوانی باتوں سے بھرپور ہیں ـــــــ ان کی زبانیں جنسی بے راہ روی سے آلودہ ہیں۔ ان کا تخیل بربادیوں کا شکار ہے ـــــــ ان کے افکار باطل تصورات کے اندھیروں میں ڈوبے ہیں ـــــــ مغربی تقلید نے ان کے ہاں اسلامی نظریاتی خیموں کو اُجاڑ رکھا ہے۔

ہم پاکیزہ شباب اور مطہر فکر رکھنے والے نوجوانوں کی بات نہیں کرتے ہمیں شکوہ تو ان شر زدوں سے ہے۔

جنہیں بہن اور ماں کی تمیز نہیں ـــــــ خیر اور نیکی کا پاس نہیں صُبح خرمستیاں، شام آوارہ گردیاں ـــــــ گلیوں میں تنکوں کی طرح اُڑنا ـــــــ کوچوں میں خاک کی طرح ذلیل ہونا ـــــــ ادھر جھانکنا اُدھر تاڑنا اسے گالی، اسے چھیڑنا ـــــــ پڑھنے سے گریز، کھیلنے سے شغف ـــــــ چلنا تو اکڑ اکڑ کر، بولنا تو بگڑ بگڑ کر، ہنسنا تو کھل کھل کر، کھانا تو مچل مچل کر، سونا تو بچھ بچھ کر، جاگنا تو رُک رُک کر، مستی ہی مستی نشہ ہی نشہ۔

ماں کا ادب نہیں ـــــــ باپ کا احترام نہیں ـــــــ اُستاد کی توقیر نہیں۔ شرم جھاں نہیں ـــــــ خوفِ خدا نہیں ـــــــ قدم قدم نغمے گام گام گانے ـــــــ لحظہ لحظہ غفلت ـــ لمحہ لمحہ جہالت ـــــــ عُریانیت کے طوفان ـــــــ فحاشی کی آندھیاں ـــــــ کس سے گلہ کسی سے شکوہ

اے بندگانِ خدا سوچو تو سہی! سُنو تو سہی تمہارا خدا تم سے کیا کہتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌؕ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ
جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَاۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
مِنْ عَاصِمٍۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (سورۃ یونس آیت ۲۵، ۲۷)

ترجمہ: "اللہ کی دعوت سلامتی کے گھر کی طرف ہے اور جسے چاہتا ہے۔ وہ سیدھی راہ کی ہدایت بخشتا ہے، وہ لوگ جو نیکیاں کرتے ہیں۔ ان کے لیے بہتر جزاء ہوتی ہے اور وہ بڑھتی بھی رہتی ہے۔ ان کے چہروں پر نہ تو سیاہی چڑھتی ہے اور نہ ہی ذلّت ظاہر ہوتی ہے ایسے ہی لوگ دراصل جنتی ہوتے ہیں اور وہ جنت ہی میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے برائیاں کمائیں ان کا بدلہ برائی ہی کی مثل ہوگا۔ ذلّت ان پر نمایاں ہوگی، اللہ سے انہیں کوئی بچانے والا نہیں۔ چہرے ان کے ایسے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھا دیئے گئے ہوں، ایسے ہی لوگ دوزخی ہوتے ہیں اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔"

نوجوانو! کبھی غور کیا کہ:

تم کس شجر کی شاخ ہو ——— کس پھول کی کلی ہو ——— کس آسمان کے ستارے ہو۔
کس پربت کا ناز ہو ——— کس کہکشاں کا حسن ہو ——— کس چمن کے پروردہ؟
کس نور کی جھلک ہو ——— کس آنکھ کی ٹھنڈک اور کس دل کی دھڑکن ہو؟
کس آغوش نے تمہیں پالا ہے؟

یقیناً تم جانتے ہوگے کہ تمہارے ہاتھ میں پکڑی ہوئی رسّی کا دوسرا سرا فخرِ رسالت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ میں ہے، کیا تم یہ بھول گئے ہو کہ تمہارے کانوں

نے دُنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلی آواز جو سُنی تھی وہ خالقِ ارض وسما سے وفا او سکونِ فلک و ثریٰ رسالت مآب علیہ السلام کی غلامی کی دعوت تھی اور یہ بات بھی شک وشبہ سے بالا ہے کہ تمہاری زبان نے بارہا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میٹھے میٹھے نام کی مالا جپ کر وفاؤں کا اظہار کیا ہے، تمہیں جس ماں نے پالا ہے وہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی فدائی تھی۔ تمہیں جس باپ نے تربیت دی ہے وہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام تھا۔ تم نے جس ماحول میں آنکھ کھولی ہے یقیناً اس میں۔ دعوتِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنچی ہے۔ تم اگر برباد ہوتے، تمہارے اخلاق اگر کسی نے بگاڑے ——— تم اگر فساد کے کھوکھلے دہانے پر آ کھڑے ہوتے ——— تو اس میں سارا قصور، ساری کمزوری اور ساری غلطی اس شرذمہ ذلیلہ کی ہے جسے تم اپنا سمجھتے رہے ہو۔ یہ سارا فساد یہ سارا جرم یہود کا ہے" نصاریٰ کا ہے، مشرکین کا ہے اور ہر اس تہذیب کا ہے، جس میں الحاد و فساد کو میٹھا اور شیریں بنا کر دکھایا گیا ہے۔

ان ہاتھوں کو پہچانو جنہوں نے تم سے قرآن چھینا اور بَلّہ گیند تھمایا ——— ان سازشیوں کو بے نقاب کرو، جنہوں نے سُنتِ مصطفےٰ کی تصویر تم سے اوجھل رکھی اور فلموں کے پردوں پر تمہاری ہی بہنوں کی تھرکتی تصویریں تمہیں دکھا کر تمہاری غیرت کو سلایا، یہاں تک کہ تم اپنی بہنوں اور ماؤں کو برہنہ دیکھ کر مستانے ہاتھیوں کی طرح اور شہوانی ریچھوں کی طرح ناچنے لگے، ہاں ان حاکموں کو بھی معاف نہ کرو۔ جنہوں نے قوم کے گلے میں اسلام کا تعویز تو ڈالا لیکن نظامِ زندگی سے "ابلیسی" مشوروں کو نکال نہ سکے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ

(النمل: ۲۴)

ترجمہ: اور شیطان نے ان کے لیے عمل کچھ یوں آراستہ کیے کہ سیدھی راہ ہی سے روک دیا پس وہ راہ نہیں پاتے۔"

اس زار وزبوں دُنیا میں رہتے ہوئے تم نے ضرور یہ جان لیا ہوگا کہ آج انسانیت کو خطرات نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ چارسُو بے یقینی کی فضا نے آدمیّت کو لرزا کر رکھ دیا ہے، شاید تم سمجھتے ہو کہ میرا اشارہ مہلک ہتھیاروں کی تخلیق کی طرف ہے یا عالم کُش اور نفس سوز زہریلے بموں کو میں انسانوں کے لیے فساد انگیز تصوّر کرتا ہوں، اپنی جگہ یہ ساری چیزیں خوف آفریں ہیں، لیکن اس دُنیا کے باسیوں کا اصل مسئلہ ان عالی اقدار کا مٹ جانا ہے۔ جن سے انسانیت صحیح معنوں میں ارتقاء کی منزلوں پر گامزن ہو سکتی ہے۔ چکی کا پاٹ خطرناک اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے محور سے سرک جائے آج کے انسان کا اصل مسئلہ (PROBLEM) یہ ہے کہ وہ اپنے مرکز سے ہٹ چکا ہے۔ انسانیّت کو اپنے مدار پر دوبارہ لانے کے لیے ایک زبردست علمی و عملی اور رُوحانی انقلاب کی ضرورت ہے اور ایک ایسی قوّت بھی درکار ہے جو اس عظیم کارنامے کو بجالانے کے لیے اپنا کندھا آگے بڑھائے۔

اب مشاہدات اور عالمی حالات نے اس بات کو پُوری طرح خارج از بحث کر دیا ہے۔ کہ انسانوں کے لیے مغربی طریقِ حیات نفع مند ہے یا مشرقی فکرِ خود آفرید؟

زندگی کی دوڑ میں یُونان کا فلسفہ، مشرق کی روایات اور مغرب کے نظام سب ناکام ہو چکے ہیں۔ انسانیّت نے قدیم جدید اور دائیں بائیں سب سے مایُوس ہو کر اس حقیقت کی طرف سفر شرُوع کر دیا ہے جس سے امن و سکون کی جنّتیں آباد ہو سکتی ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ یہی آدمیّت کا اصل مرکز ہے۔ اسے ہی اسلام اور ایمان ایسی اصطلاحوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ رُوحانی کائنات کا یہی وہ محور ہے۔ جس کے گرد گھُوم کر عالمی امن اور اُخروی سعادتوں کی ضمانت مہیا کی جا سکتی

ہے لیکن سوال یہ ہے کہ انسانوں کی ضرورت، نظریات کی تلاش نہیں قیادت کی جستجو ہے۔ اب کون ہیں وہ لوگ، جن کی مردانہ قوت اور فتوانہ شان قافلۂ انسانیت کو اٹھا کر صراطِ مستقیم پر رواں کر دے۔ انسانی علم کا یہ عظیم کارنامہ ایٹمی توانائی سے سرانجام نہیں دیا جاسکتا۔ تسخیر کائنات کے ایجاداتی مظاہرے انسانوں کی ارواح کو ٹھنڈک اور سکون نہیں پہنچا سکتے۔ آخر اس قوت کی تلاش کیوں نہیں کی جاتی۔ جس نے ماضی کی تاریخ میں اس نوعیت کا ایک عظیم انقلاب بپا کیا ہے اور یقیناً وہ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہی وہ طاقت ہے جسے آج بھی استعمال کیا جائے۔ تو عالمی بے چینی دُور کی جاسکتی ہے لیکن اس قوت کے زور آور استعمال کے لیے ایسے ری ایکٹر REACTOR چاہئیں جن کے اندر فطرت نے انقلابی صلاحیتیں ودلیعت کی ہوں میرے خیال میں بجا طور پر اسلامی برقی قوتیں ملت کے نوجوان ہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنا وتیرہ بدل لیں اور قومی ترقی اور ملی نمو کا احساس ان میں اُجاگر ہو جائے۔

یہ ہوسکتا کہ وہ نفسیاتی سکون کے حصول کے لیے بربادیوں کا سارا بوجھ اپنے بزرگوں کے کندھوں پر پھینک دیں یا پھر توجیہہ اور توضیح کا یہ راستہ اختیار کر لیں کہ یہ دورِ شرافت کا نہیں، یہاں نیکی کو تحریکی صُورت میں اپنانے پر مذاق بننے والی بات ہے۔ یہ بحث تو الگ ہے، نیک لوگ اگر یہ فلسفہ اپنا لیں کہ "ہر شخص نے اپنی اپنی قبر میں جانا ہے"! اور مغرور عناصر یہ منطق اختیار کر لیں کہ ہمارا دور نیکی کا دور ہی نہیں، تو نتیجہ کیا برآمد ہو گا"۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ معقولیت نہیں کہ چوروں کو دیکھ کر آدمی چور اس لیے بن جائے کہ اگر میں چور نہ بنا تو لوگ مذاق کریں گے۔ شرابیوں کو دیکھ کر شراب اس لیے پی جائے کہ اگر میں نے شراب نہ پی تو لوگ مجھ سے ٹھٹھہ کریں گے۔ اس وقت نوجوان مسلمان فسق و فجور کو بطور فیشن اپنا رہے ہیں۔

محض اس لیے کہ اگر ہم نے اس غلیظ تہذیب کی بساط کو یکسر اُلٹ دیا تو مذاق بن جائیں گے۔ حالانکہ قیامت کا معاملہ بالکل ہی دوسری نوعیت کا ہوگا۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ○ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ○ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ○ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ○ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ (المطففین: ۲۹ تا ۳۴)

ترجمہ: مجرم لوگ (دنیا میں) ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے، جب کبھی ان پر ان کا گزر ہوتا تو آنکھ سے اشارہ کر دیتے، جب اہل و عیال کے پاس آتے تو خوشیاں لوٹتے اور مسلمانوں کو دیکھتے تو کہہ دیتے کہ یہ لوگ تو بہکے ہوئے ہیں، حالانکہ انہیں مسلمانوں پر محافظ تھوڑا ہی بنایا گیا۔ یومِ آخرت تو پس اُس دن ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے۔

نوجوانو! اس وقت تمہاری سوسائٹی وہ حمام بن چکی ہے جس میں اس کا ہر رکن ننگا کھڑا ہے۔ بجائے اس کے کہ بے حیائی کا یہ انداز تم خود اپناؤ اُس کے خلاف سینہ سپر ہو جاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کے مطابق ایک ایسے جہاد کا آغاز کرو جس کے نتیجہ میں خدا کا دین تمام شیونِ حیات میں غلبہ حاصل کرے۔

حَتّٰى يَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ

شاید اپنی جگہ تم یہ اُمید لگائے بیٹھے ہو کہ زندگی کا یہ عالی مقصد پورا کرنے کے لیے ایک ارب مُسلمان موجود ہیں، پچاس سے زیادہ اسلامی ریاستیں کام کر رہی ہیں اور زمین پر لاکھوں مسجدوں کے مینار اُٹھائے جا رہے ہیں۔ یاد رکھو میں قرآنِ مجید کے گہرے اور عمیق مطالعے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس عالمِ رنگ و بو میں اس وقت ایک جہالت وہ ہے جو دُنیا نے کفر کی طرف سے پھیلائی جا رہی ہے اور دوسری وہ جسے مُسلمان بغل میں دبائے ہیں

ایک طاغوت کفر کی صُورت میں ہے اور دوسرا طاغوت تمہاری وہ مسلمان ریاستیں ہیں جن میں خدا کے دین کی بجائے سرمایہ داریت، شہنشاہیت، جنگل راج، اشتراکیت اور عبث جمہوریت کے صنم پوجے جا رہے ہیں. اب تم بتاؤ ایک گھر کو آگ لگ جائے تو اسے بُجھانے کی سر توڑ کوشش کی جاتی ہے، سارا عالم بدی اور شرک کی آگ میں جل رہا ہے لیکن کیا مسلمان کیا کافر اسے بُجھانے کی بجائے اس پر تیل چھڑک رہے ہیں.

لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا (الکہف ۲۶: ۲۶)

ترجمہ: وہ اپنی حکومت میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتا.

ان نا ربداماں حالات میں زندہ دلوں کی دھڑکن اور فطرت کی آواز نوجوان ہی ہو سکتے ہیں، جن کے جلنے، کٹنے، مرنے اور قُربانی دینے سے وہ نسل کھڑی ہو سکتی ہے. جس کی حرکت و محنت سے اس دُنیا کا نقشہ بدلا جا سکتا ہے اور خلافتِ الٰہیہ جیسا پاک مقصدِ رسالت پُورا کیا جا سکتا ہے.

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ (النور ۵۵)

ترجمہ: وہ لوگ جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ زمین میں ان کی خلافت ضرور قائم فرمائے گا، جیسا کہ ان سے پہلوں کو خلافت سے نوازا اور یہ بھی کہ وہ دین جسے ان لوگوں کے لیے پسند کیا گیا ہے ضرور مستحکم فرمائے گا. نتیجتاً یہ اس قانون کی برکت ہی ہو گی کہ اللہ خوف کو امن سے بدل دیں گے. پس چاہیے کہ لوگ میری ہی عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں.

قیامِ خلافت اور نظامِ عبادت اسلام میں ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں اور ان دونوں کے حصول کے لیے ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مواد اللہ تعالیٰ نے صرف نوجوانوں کو عطا کر رکھا ہے۔

نوجوانوں کی اس وقت دو قسمیں ہیں ایک وہ جو کا ملّا اپنے آپ کو بندۂ شیطان بنا چکے ہیں اور دوسرے وہ جن کی آنکھوں میں ابھی تک دینی غیرت اور حمیت موجود ہے اور ان معصوم دینی نوجوانوں کی بدقسمتی کہ مذہبی جاگیر داری نظام نے انہیں اپنی بوسیدہ روایات کی پرستش کا اس قدر خوگر بنا دیا ہے کہ اسلام کا انقلابی فلسفۂ حیات ان کی سمجھ سے ازحد باہر ہوگیا ہے۔ ایک عرصہ سے گوہر نظر جوانوں کے شباب ڈھل کر بڑھاپے میں ڈھل رہے ہیں اور مسلمانوں کی پارہ نظر نسلیں آنے والی نسل کی گود میں دم توڑ رہی ہیں لیکن روایتی جنون کے سیّاہ ناگ برابر کاٹتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں یہ امر بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ ہم روایات دُشمنی سے ہرگز مادر پدر آزاد ہونا مُراد نہیں لیتے ہماری نظر میں اب بھی "انقلاب" رُسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کامل اور مکمل اطاعت اور اتباع ہی سے آئے گا۔ لیکن ہمارے نزدیک اتباع اور اطاعت کا مفہوم نہایت وسعت رکھتا ہے۔ ہم انقلاب کے لیے اس جدید دور میں بھی ایک زبردست، ٹھوس اور ثمر آور تحریک کے لیے منہج رسالت کی جزء بجزء اطاعت لازم تصور کرتے ہیں، بات یہ ہو رہی تھی کہ دینی نوجوانوں کا معصوم اور مظلوم گروہ بُری طرح "مولویانہ رقابتوں" کی بھینٹ چڑھ رہا ہے۔ فرقہ وارانہ ابحاث اور طلسمات نے ایک پوری نسل کو مسل ڈالا ہے۔ خانقاہ اور محراب باستثنائے نیک دِلاں مایوسی اور بدنظمی کے جھنجھٹوں سے کھیل رہے ہیں۔ مادہ گیری کے جتنے طریقے یہاں سے جنم لیتے ہیں۔ ابلیسی ماہرینِ معاشیات کے علم میں بھی نہ ہوں گے۔

ہمارا مقصد کسی بھی "حلقہ آدمیت" سے مخالفت برائے مخالفت نہیں بلکہ ہم نو
"نوجوانوں" کی ایک ایسی "ٹیم" دیکھنا چاہتے ہیں جو قرآن اور سُنتِ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کا فہم ٹھیک دورِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تناظر
میں رکھ کر حاصل کرے اور پھر یکسوئی سے دینی دعوت عام کرے لیکن کمال کی حد
تک ——— عمل کرے لیکن اخلاص کا نُور لے کر ——— جہاد کرے
لیکن فیصلہ کُن عزائم سے اور نتیجتاً اسلام ——— نافذ کرے، انسانیت
کی بھلائی کے لیے اس راہ حق میں ؛ دولت اس کے راستے بدل نہ سکے.

جزوی اقتدار اس کی گردن جُھکانے میں ناکام ہو جائے.

جہالت نُورِ بصیرت چھیننے میں مُنہ کی کھائے.

باطل عناصر کے مُسلم شکن حربے اُن ہی کی پاؤں کی زنجیر بن جائے.

میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ لکھتے ہُوئے میرا قلم خجالت سے چیختا ہے. حروف
انقلاب پیدا نہیں کرتے، انقلاب کے لیے ایک جانباز، ایماندار اور حوصلہ کیش
قوم درکار ہوتی ہے. شاید قوم سازی اور استقبال نوازی کی یہ عظیم خدمت کسی
غریب گھرانے کا کوئی نوجوان سرانجام دے دے.

لیکن خاک ہو جائیں گے ہم ان کو مر ہونے تک.

مے کشی کی رسم نبھانا آسان ہے اور ہا و ھو کی محفلیں ممکن لیکن دل
کی تاروں پر حقیقت کا نغمہ چھیڑنا اور لوگوں کے خُون کو مائل بہ جہاد کرنا کارے وارد.
نوجوانو! ہم نے پاکستان بنانا ہے. اپنے اجسام پر ——— اپنے اجساد پر
اپنی ارواح پر سیرت میں کردار میں، زمان و مکان میں، حالات خواہ کیسے بھی ہُوں
——— ہمیں پاکستان بنانا ہے ——— پاکستان کو پاکستان بنانا ہے
جل کر، کٹ کر، مر کر ——— خدا کی ساری زمین کو پاکستان بنانا ہے ———

اسلامستان بنانا ہے ــــــ نُورستان بنانا ہے ــــــ خُدا کی تائید سے
مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے اور قرآن کے نُور سے ــــــ
پاکستان بنانا ہے ــــــ انشاء اللہ بنانا ہے ــــــ

یاد رکھو!

جہاں قرآن نہیں ــــــ جہاں نبیؐ کی سُنت نہیں ــــــ جہاں اِسلام کا نُور نہیں ــــــ وہ پاکستان نہیں ــــــ وہ امراء کا عشرت کدہ ہے ــــــ وہ جاگیرداروں کی سیرگاہ ہے ــــــ وہ سرمایہ داروں کی شکارگاہ ہے ــــــ وہ افسروں کا قحبہ خانہ ہے ــــــ وہ سیاستدانوں کا کھاڑا ہے ــــــ وہ سپہ سالاؤں کی جاگیر ہے ــــــ وہ بنروں کا ملعب ہے سرخوں کا بھٹ اور آدابِ غلامی سکھانے کی تربیت گاہ ہے۔

مُسلم جوانو! میرے جگر کے ٹکڑو!

نہ مانو! قطعاً نہ مانو!

افسر شاہی کو ــــــ بادشاہی کو ــــــ شہنشاہی کو ــــــ وزیر شاہی کو ــــــ نفس شاہی کو ــــــ شیطان شاہی کو ــــــ درہم شاہی کو ــــــ ریال شاہی کو ــــــ اور دولت شاہی کو ــــــ

اور اب ہو ہی جاؤ آمادہٗ مخالفت:

زمانے کے ہر فرعون کے خلاف ــــــ زمانے کے ہر نمرود کے خلاف ــــــ زمانے کے ہر یزید کے خلاف ــــــ

نہ مانو! غیر اسلامی اور باطل قوانین کو!

خُدارا نہ مانو ــــــ تمہیں تمہاری عاقبت کا واسطہ ــــــ نہ مانو! طاغوت کو سوشلزم اور کمیونزم کو، فتنہ کو اور فساد کو ــــــ ظُلم اور استحصال کو!

ماننے کے لیے صرف اللہ ہے ـــــ رسول ﷺ ہے ـــــ قرآن ہے۔ اور سُنّت نبیؐ ہے۔ ہمیں تمھارا انتظار ہے، آؤ مل کر جہاد کریں اور تادمِ آخر جہاد کریں۔

اسلام کے غلبہ کے لیے خدا کی رضا کے لیے ـــــ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر۔ اگر تم ہمارے ساتھی ہو اور یقیناً ہو۔ تو ایمان مضبوط کرو ـــــ یقین محکم رکھو ـــــ نمازیں قائم کرو ـــــ احکامِ خدا بجا لاؤ۔ مال و جان کی قربانی دو عفت کو داغدار مت بناؤ ـــــ سنجیدگی اختیار کرو ـــــ بڑوں کی عزت ان کا حق سمجھو۔ چھوٹوں پر شفقت لازم رکھو ـــــ عصری علوم میں مہارت پیدا کرو۔ قرآن کی تلاوت کرتے رہو ـــــ محبت کا نور پھیلاتے رہو ـــــ حسد بغض اور چغلی سے بچو ماں باپ کا ادب کرو ـــــ لباس ہمیشہ سادہ پہنو ـــــ علم سیکھتے رہو ـــــ خیانت سے باز رہو ـــــ وعدوں کا پاس رکھو ـــــ وقت کی پابندی کرو ـــــ اللہ کے محبوب بندوںؒ کے مزارات پر حاضری دیتے رہو۔ جھوٹ کسی بھی حالت میں نہ بولو۔ ساتھیوں کی عیب پوشی کرو۔ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔ نیکی کا حکم دیتے رہو ـــــ برائی سے منع کرتے رہو۔ بیشک اللہ تم سے راضی ہو گا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تمہیں نصیب ہو گی۔ اے تاریکیوں میں روشنیوں کے انقلاب لانے والی ذات! راہِ حق میں وہ ساتھی نصیب فرما جن کی معیت سے تکمیلِ مقصد کی منزل آسان ہو اور زندگی کا سفر سکون سے گزرے اور جب ہم دنیا سے اُٹھیں تو ہمارے نیک وارث، مقاصد کی شمع کو روشن رکھیں۔ آمین

بجاہ سید المرسلین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سائر المرسلین خصوصاً علیٰ خاتم النبیین۔

ٹ نظامِ عبادت کو سمجھنے کے لیے سید ریاض حسین شاہ کی تصنیف "سراغِ زندگی" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

ادارہ تعلیمات اسلامیہ کی

مطبوعات

۱۔ مفاہیم قرآن (الفاتحہ تا البقرہ) ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۲۔ پُروقار محبت عزت نواز عشق ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۳۔ جیل سے جیل تک (زیر طبع) ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۴۔ صفیرِ انقلاب ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۵۔ حقیقتِ تقویٰ ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۶۔ فکرِ شباب ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۷۔ فکرِ نبات ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۸۔ بارِ امانت ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۹۔ معیارِ عمل ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۱۰۔ حُسنِ سمت فی الصمّت ——— سیّد ریاض حسین شاہ

۱۱۔ جمالِ فاقہ مستی ——— ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری

۱۲۔ حقیقتِ وسیلہ (زیرِ طبع) ——— سیّد ریاض حسین شاہ